السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔کیا تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں فرض ہیں؟کیا اوقات مکروہہ میں پڑھی جا سکتی ہیں؟

2۔کیا نماز میں پہلے تشہد کے ساتھ دُرود شریف پڑھنا چاہیے؟بعض لوگ پہلے قعدے میں تشہد کے ساتھ دُرود شریف پڑھنے کو، قرآن کی آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" (الاحزاب 33:56) سے اور اس حدیث سے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تھا، اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے ضرور قرار دیے ہیں جب کہ مسند احمد، تلخیص ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور نصب الرایہ کی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قعدے میں صرف تشہد ہی پڑھیں گے۔ بہر حال بحوالہ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط

طالب الدعوات: خادم العلماء بلال احمد غفرلہ، مہتمم جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوالہ کالونی۔ لاہور

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں اگرچہ فرض نہیں ہیں۔ کیونکہ فرض صرف پانچ نمازیں ہیں لیکن ان کی اہمیت اس قدر ہے کہ خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا بھی دو رکعت پڑھ کر ہی بیٹھے گا۔ حالانکہ اس وقت استماع اور انصات کی بطور خاص تاکید وارد ہے۔ کتب احادیث میں قصہ سلیک غطفانی اس امر کی واضح دلیل ہے۔ تحیۃ المسجد چونکہ انشائی نماز نہیں بلکہ سببی ہے اس لیے اس کو مکروہ اوقات میں پڑھنا بھی درست ہے جس طرح کے نماز جنازہ وغیرہ ہے بطور استدلالی حدیث کریب عن ام سلمہ پیش کی جاتی ہے۔

...تنہی عن ہاتین، وأراک تصلیہما؟ فإن أشار بیدہ، فاستأخری عنہ، ففعلت الجاریۃ، فأشار بیدہ، فاستأخرت عنہ، فلما انصرف قال: (یا بنت أبی أمیۃ، سألت عن الرکعتین بعد العصر، وإنہ أتانی ناس من عبد القیس، فشغلونی عن الرکعتین اللتین بعد الظہر، فہما ہاتان") (متفق علیہ)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (مرعاۃ المفاتیح، ج2ص 51-56)

2۔ کسی بھی صحیح مرفوع متصل روایت میں پہلے تشہد میں دُرود پڑھنے کی ممانعت نہیں بلکہ عموم حدیث کعب بن عجرۃ جواز پر دال ہے۔ فرماتے ہیں۔

"أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للصحابۃ لما سألوہ عن کیفیۃ الصلاۃ علیہ؟ قال: ((قولوا: اللہم صل علی محمد الخ"

(تلخیص الحبیر جزاء ص268)

اور بعض صحیح روایات میں الفاظ یوں ہیں۔

...النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خرج عَلَیْنَا، فَقُلْنَا: یَا رَسُولَ اللّٰہِ، قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ: فَکَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْکَ؟ فَقَالَ: قُولُوا: اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی آلِ إِبْرَاہِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ. اللہم بَارِکْ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلَی آلِ إِبْرَاہِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ" (الحدیث)

"یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا تو علم ہوگیا آپ پر سلام (یعنی تشہد میں) کیسے پڑھا جائے پس یہ فرمائیے کہ دُرود کیسے پڑھیں، فرمایا کہو:

"اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی آلِ إِبْرَاہِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ. اللہم بَارِکْ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلَی آلِ إِبْرَاہِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ"

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فلم یخص تشہدا دون تشہد، ففیہ دلیل علی مشروعیۃ الصلاۃ علیہ فی التشہد الأول أیضا 0 وہو مذہب الإمام الشافعی کما نص علیہ فی کتابہ "الأم"، وہو الصحیح عند أصحابہ کما صرح بہ النووی فی "المجموع" (460/3) واستظہرہ فی "الروضۃ" (263/1)، طبع المکتب الإسلامی)، وہو اختیار الوزیر ابن ہبیرۃ الحنبلی فی "الإفصاح" کما نقلہ ابن رجب فی "ذیل الطبقات" (280/1) وأقرہ 0 وقد جاءت أحادیث کثیرۃ فی الصلاۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی "التشہد ولیس فیہا أیضا التخصیص المشار إلیہ، بل ہی عامۃ تشمل کل تشہد وقد أوردتہا فی الأصل تعلیقا، ولم أوردشیئا منہا فی المتن، لأنہا لیست علی شرطنا، وإن کانت من حیث المعنی یقوی بعضہا بعضا، ولیس للمانعین المخالفین أی دلیل یصح أن یحتج بہ"

(صفۃ الصلاۃ ص143-143)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُرود پڑھنے کے لیے کسی ایک تشہد کو خاص نہیں کیا پس اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے تشہد میں بھی دُرود پڑھنا شروع ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے جس طرح کہ "الام" میں منصوص ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے نزدیک بھی یہی بات صحیح ہے جس طرح کہ نووی نے المجموع (3/460)

میں تصریح کی ہے نیز بہت ساری احادیث میں تشہد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود کا تذکرہ موجود ہے لیکن ان میں مشارالیہ تخصیص کا نام ونشان تک نہیں بلکہ وہ عام اور ہر تشہد کو شامل ہیں اور مخالفین کے پاس قابل احتجاج کوئی دلیل موجود نہیں"

مانعین کے دلائل کا جائزہ

اس سلسلے میں مانعین کے بھی چند دلائل ہیں۔ ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے جس طرح کہ سائل نے بھی ان کی نشاندہی کی ہے۔ چنانچہ سنن ابوداود میں حدیث ہے۔

" «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ» ، قَالَ : قُلْنَا : حَتَّى يَقُومَ ؟ قَالَ : « حَتَّى يَقُومَ » ۔ "

یعنی " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں ایسے ہوتے تھے گویا کہ گرم پتھر پر ہیں، ہم کہتے ابھی اٹھے۔ "

اور ترمذی کی روایت میں ہے شعبہ نے کہا پھر سعد نے کسی شے کے ساتھ اپنے ہونٹوں کو حرکت دی پس میں نے کہا۔ حتیٰ یقوم وہ بھی کہہ رہے تھے حتیٰ یقوم۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہل علم کا عمل اس حدیث کے مطابق ہے وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر نہ بیٹھے اور پہلی دو رکعتوں میں تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے اور اگر کسی نے تشہد پر اضافہ کیا تو اس پر دو سجدہ سہو لازم ہو جاتے ہیں اس طرح شعبی وغیرہ سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز امام ترمذی حدیث بنا پر حکم لگاتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"ہذا حدیث حسن الاان ابا عبیدۃ لم یسمع من ابیہ"

یعنی یہ حدیث حسن درجہ کی ہے البتہ ابوعبیدہ کا اپنے باپ (عبداللہ) سے سماع ثابت نہیں۔"

اور عمرو بن مرہ کا بیان ہے میں نے ابوعبیدہ سے دریافت کیا تجھے عبداللہ سے کوئی شے یاد ہے، کہا مجھے کوئی شئی یاد نہیں عون المعبود (1/378) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وہذا منقطع لان ابا عبیدۃ لم یسمع من ابیہ"

یعنی یہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ ابوعبیدۃ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں (تلخیص الحبیر جز اص 263) لہذا یہ روایت قابل حجت نہ ٹھہری اور جہاں تک تعلق ہے اس روایت کا جو مسند احمد اور ابن خزیمہ میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہد کی تعلیم دی پس جب وہ درمیانہ قعدہ میں بیٹھتے اور آخر قعدہ میں بیٹھتے تو بائیں ران پر بیٹھتے۔ التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھتے۔ پھر اگر درمیانے قعدہ میں ہوتے تو صرف تشہد پڑھ کر کھڑے ہو جاتے اور اگر اخیر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جو اللہ چاہے دعا مانگتے۔ پھر سلام پھیرتے (التلخیص 1/264) روایت یہ واضح طور پر اس بات پر دال ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قعدہ اولیٰ میں صرف تشہد پر اکتفاء کی ہے لیکن روایت موقوف ہے مرفوع نہیں۔

صاحب المراۃ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کو اختیار کیا لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دُرود کا اضافہ بھی درست ہے پھر وہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"ظاہر بات یہ ہے کہ نمازی تشہد پر اضافہ نہ کرے لیکن اگر کوئی اضافہ کر دے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ کوئی شرعی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکی کہ قعدہ اول میں تشہد پر زیادتی کی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے"

.جملہ دلائل سے ظاہر ہے کہ علامہ موصوف کا استدلال صرف شواہد پر مبنی ہے۔ بطور خاص کوئی صحیح مستند موجود نہیں۔ جب کہ دوسری جانب واضح موقف ہے جو مصرح دلائل پر موقوف ہے۔ مزید آنکہ : المنتقیٰ باب ما جاء فی الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث ہے۔

" فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ : أَمَرَنَا اللهُ تَعَالَى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ ؟ قَالَ : فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ "

یعنی "بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اللہ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود کا حکم دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے دُرود بھیجیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الخ

اور مسند احمد میں ہے :

"فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا "

کہ " نماز میں ہم سلام تو پڑھتے ہیں اب ہمیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا دیجئے کہ ہم دُرود کیسے پڑھیں؟

مقام ہذا توضیح وتفصیل کا عمل ہے پہلے اور دوسرے قعدہ میں دُرود پڑھنے کے اعتبار سے فرق کی وضاحت نہ کرنا عموم جواز کی دلیل ہے اور علوم فقہ میں قاعدہ معروف ہے۔ "التاخیر البیان عن وقت الحاجۃ لا یجوز" یعنی ضرورت کے وقت کسی شئے کی وضاحت نہ کرنا ناجائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا پہلے تشہد میں درُود پڑھنا جائز ہے ۔ واضح ہو کہ علماء کا ایک گروہ نماز میں درُود کے وجوب کا قائل ہے جب کہ جمہور علماء عدم وجوب کے قائل ہیں، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے عدم وجوب کو اختیار کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ نیل الاوطار(2/295۔296)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

جلد2۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ نمبر192

محدث فتویٰ